السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء دین احادیث مذکورہ زیل کے بارے میں کہ یہ صحیح ہیں یاضعیف یا موضوع یا ان میں سے نمبر 1 اور نمبر 4 کو حدیث قدسی کہنا کیسا ہے۔؟ ونیز امام شوکانیؒ کا سماع مزامیر کو جائز کہنا کیسا ہے؟ اور مرزا غلام احمد کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنا کیسا ہے۔؟ وہ حدیثیں یہ ہیں۔

1. لولاک لما خلقت الافلاک

2. من زار العلماء فکانما زارنی ومن صافح العلماء فکانما صافحنی ومن جالس العلماء فکانما جالسنی ومن جالسنی فی الدنیا اجلس لہ یوم القیامة

3. علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

4. انہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین

5. رجب شھر اللہ وشعبان شهري ورمضان شھر امتی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ماسوائے حدیث نمبر 4 کے باقی سب حدیثیں موضوع ہیں۔ اور حدیث موضوع کو موضوع جان کر بیان کرنا حرام ہے۔ اور داخل وعید ہے۔ امام نوویؒ شرح مسلم میں لکھتے ہیں۔

یحرم روایة الحدیث الموضوعلی من عرف کونہ موضوعا او غلب علی ظنہ وضعہ فمن روي حدیثا علم وضعہ او ظن وضعہ فومندرج فی الوعید1

ہاں حدیث نمبر 1 کی نسبت ملا علی قاری اپنے موضوعات میں لکھتے ہیں۔

قال الصنعانی 2 انہ موضوع کذافی الخلاصة لکن معناہ صحیح فقد روي

الدیلمی عن ابن عباس مرفوعا اتانی جبرئیل فقال یا محمد لولاک

حدیث موضوع کو روایت کرنا اس آدمی پر حرام ہے۔ جس کو اس کے موضوع ہونے کا علم ہو یا غالب ظن اس کے موضوع ہونے کا ہو اور جو ایسی حدیث جانتے ہوئے روایت کرے تو وعید میں شامل ہے۔ 2۔ صنعانی نے کہا یہ 1 حدیث موضوع ہے۔ لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ جبرئیل نے میرے پاس آ کے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے محمد ﷺ اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں جنت اور دوزخ کو نہ پیدا کرتا۔

ما خلقت الجنة ولولاکما خلقت النار

ونیز حدیث نمبر 3 کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ علامہ سیوطیؒ نے اس میں سکوت 1 کیا ہے۔ اور بعد ثبوت وضع حدیث نمبر 1 کے اس کو حدیث

قدسی کہنا محض خطا ہے۔ ونیز حدیث نمبر 4 یہ بھی قدسی نہیں ہے۔ اس لئے کہ عبارت

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خود دال ہے۔ اس پر یہ کہ یہ قول اللہ عزوجل کا نہیں۔ کیونکہ حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جو بواسطہ جبرئیل یا بلاواسطہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے پہنچی ہو۔ اسی وجہ سے جو حدیث قدسی ہوتی ہے۔ عبارت اس کی یوں ہوتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عزوجل

امام شوکانیؒ کا سماع مزامیر کو جائز کہنا بجا ہے۔ مگر وہی جس کو شارع نے مباح کہا ہے۔ جیسا کہ نیل الاوطار جلد سادس باب الدت واللھو

فی النکاح میں مذکور ہے۔ اور حد مباح سے جو باہر ہے۔ ہر گز جائز نہیں۔ بلکہ اس پر وعید ہے۔ چنانچہ نیل الاوطار جلد سابع باب ماجار فی آلۃ اللھو میں مذکور ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے۔

۔ لیکن امام شوکانیؒ نے الفوائد المجموعہ میں لکھا ہے۔ **قال ابن حجر والزرکشی لااصل لہ انتہی** ابو سعید محمد شرف الدین عفی عنہ 1

لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعرف علی روسھم بالمعاوف والمغنیات یخسف اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر. 1

غرض یہ کہ سماع بامزامیر مجاوز حد ممنوع ہے۔ جس کے عدم جواز میں صحیح حدیثیں مروی ہیں۔ ہاں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ جماعت صوافیہ باحت مطلقہ کے قائل ہیں۔ اور امام شوکانیؒ بھی انھیں میں سے ہیں۔ حالانکہ جس حدیث سے اباحت ثابت کی جاتی ہے۔ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول **ولیستا بمغنیتین** ثبوت اباحت کی نفی کرتا ہے۔ بخاری شریف پارہ چار باب سنۃ العیدین میں ہے۔

عن 2 عائشۃ قالت دخل ابو بکر وعندي جریتان من جواري الانصار تغنیان بما تفاولت الانصار یوم بعاث ولیستا بمغنیتین

و نیز بہت سے علماء نے حرام لکھا ہے۔

(اور مرزا غلام احمد کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سراسر غلط اور محض باطل ہے۔ وہ مسیح موعود نہیں ہے۔ (حررہ عبدالوہاب عفی عنہ

۔ میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پیئں گے۔ اور اس کا نام کوئی اور رکھ لیں گے۔ اور ان کی مجالس میں باجے اور راگ رنگ ہوگا۔ اللہ بعض کو ان میں سے زمین میں غرق کردے گا۔ اور بعض کو بندر اور خنزیر بنا ڈالے 1 گا۔ 2۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ میرے پاس ابو بکر آئے۔ اس وقت انصار کی دو چھوکریاں میرے پاس وہ شعر گا رہی تھیں۔ جو انصار نے جنگ بعاث میں کہے تھے۔ اور وہ پیشہ ور گان والیاں نہ تھیں۔

ھو الموفق

حدیث نمبر 4 کو ابن جوزی ن موضوع کہا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ حاکم نے مستدرک میں اس کو صحیح کہا ہے۔ اور حافظ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں حاکم کی تصحیح کو برقرار رکھا ہے۔ کما فی الفوائد المجموعہ للعلامہ الشوکانیؒ حافظ ابن حجر تلخیص الجبیر ص 275 میں لکھتے ہیں۔

واما الثانی 1 راوي حدیث اللھم احینی مسکینا الخ فرواہ الترمذي من حدیث انس واستخرجہ واسنادہ ضعیف وفی الباب عن السعید رواہ ابن ماجہ وفی اسنادہ ضعف ایضا ولہ طریق اخري فی المستدرک من حدیث عطاء عنہ وطولہ البیھقی ورواہ البیھقی من حدیث عبادۃ بن الصامت واسرف ابن الجوزي فذکر ہذا الحدیث فی الموضوعات انتہی

مجیب نے مسئلہ غنا د سماع میں اہمال سے کام لیا ہے۔ و نیز علامہ شوکانی کو اباحت مطلقہ کے قائلین سے شمار کیا ہے۔ حالانکہ علامہ ممدوح اباحت مطلقہ کے ہر گز قائل نہیں ہیں۔ علامہ ممدوح نے اس مسئلہ پر

۔ اے اللہ مجھ کو مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ الحدیث اس کو ترمذی نے انس سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔ اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے روایت کیاہ۔ اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ مستدرک حاکم میں 1 اس کے طریق ہیں۔ اور بیھقی نے اس کو عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے۔ اور ابن جوزی نے زیادتی کی جو اس کو موضوع لکھدیا۔

نیل الاوطار پر دو مقام میں بحث کی ہے۔ دونوں مقام سے ان کی عبارت مع ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔ تاکہ اس مسئلہ میں جوانکی تحقیق ہے۔ وہ ظاہر ہو۔ اور فی الجملہ اس مسئلہ کی توضیح بھی ہو۔ نیل الاوطار صفحہ 106 جلد 6 باب الدف واللھو میں لکھتے ہیں۔

وفی ذلک راي فی حدیث فصل ما بین الحلال والحرام الدف والصوفی النکاح دلیل علی انہ یجوز فی النکاح ضرب بالادفات ورفع الاصوات بشئ من الکلام نحو اتیناکم و نحوہ لا بالاغانی المہیجۃ للشرور المشتملۃ علی وصف الجمال والفجور ومعاقرۃ الخمور فان ذلک یحرم فی النکاح کما یحرم فی غیرہ وکذالک سائر الملاہی المحرمۃ

یعنی اس حدیث میں کہ حلال نکاح اور حرام نکاح دف اور صوت کا فرق ہے دلیل ہے اس بات کی کے جائز ہے نکاح میں دف بجانا اور آواز بلند کرنا۔ ایسے کلام کے ساتھ جو اتیناکم کے مثل ہو۔ نہ ایسا گیت گانا جو برائیوں کو ہیجان میں لانے والا ہو۔ یعنی جو بیان حسن وجمال اور فجور اور شراب نوشی پر مشتمل ہو۔ اس واسطے کہ ایسا گیت نکاح میں بھی حرام ہے۔ اور غیر نکاح میں بھی اور اسی طرح تمام ملاحی محرمہ نکاح میں بھی حرام ہیں۔ اور غیر نکاح میں بھی حرام ہیں۔ اور نیل الاوطار جلد سابع صفحہ 315 میں لکھتے ہیں۔

قد اختلفا لعلماء فی الغناء مع الۃ من الات الملاہی وبدونہا فذہب الجمہور الی التحریم مستدلین بما سلف ذہب اہل المدینۃ ومن رافقہم من علماء الظاہر وجماعۃ من الصوفیتہ الی الترخیصفی السماع ولو مع العود والیراع

یعنی غناء کی حلت وحرمت میں علماء کا اختلاف ہے۔ آلات ملاحی میں کسی آلے کے ساتھ ہو جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے۔ اور ان کی دلیل وہ احادیث اور روایات ہیں۔ جو پہلے مذکور ہو چکیں۔ اور اہل مدینہ اور بعض علماء ظاہر کے نزدیک اور صوفیہ کی ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے۔ اگرچہ عود اور یراع کے ساتھ ہو۔

پھر دلائل طرفین کے مع مالہا دما علیھا بیان کرکے آخر میں لکھتے ہیں۔

واذا تقرر جمیع ما حررناہ من حجج الفریقین فلا یخفیعلی الناظر ان محل النزاع اذا خرج عن دائرۃ الحرام لم یخرج عن دائرۃ الاشتباہ والمومنون وقافون عند الشبہات کما صرح بہ الحدیث الصحیح ومن ترکہا فقد استبرء لعرضہ ودینہ ومن حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ ولا سیما اذا کان مشتملا علی ذکر القدود والخدود والجمال والدلال والہجر والوصال ومعافرۃ العقار وخلع العذار والوقار فان سامع ما کان کذالک لا یخلو عن بلیتہ وان کان من التصلب فی ذات اللہ علی حد یقصر عنہ الوصف وکو رلہندہ الوسیلۃ الشیطانیۃ من قتیل دمہ مطول ہو اسیر بہموم غرامہ وہیامہ مکبول نسال السداد والثبات ومن اراد الاستیفاء للبحث فی ہذہ المسئلۃ فعلیہ بالرسالۃ التی سمیتہا ابطال دعوي الاجماع علی تحریم مطلق السماع

یعنی جب فریقین کے دلائل کو مع مالہا دما علیھا ہم تحریر کرچکے تو اب ناظرین پر مخفی نہیں ہے۔ کہ محل نزاع دائرہ حرام سے خارج ہو تو دیگر دائرہ اشتباہ سے خارج نہیں ہوسکتا ہے۔ اور مومنین کی شان یہ ہے کہ شبہات کے پاس ٹھر

نہیں جاتے جیسا کہ صحیح حدیث میں اس کی تصریح آئی ہے۔ اور جو شخص شبہات کو ترک کرتا ہے۔ وہ اپنی آبرو اور دین کو پاک کرتا ہے۔ اور جو شخص چراگاہ کے گرد گھومتا ہے۔ اس کا اس میں واقع ہوجانا کچھ بعید نہیں ہے۔ بالخصوص جب کہ غناء مشتمل ہو۔ زکر قدوقامت اور خدوخال اور بیان حسن وجمال اور ہجرہ وصال وغیرہ پر اس واسطے کے ایسے غنا اور راگ کا سننے والا بلا اور مصیبت سے خالی نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ نہایت درجہ کا دین دار ہو۔ اور دین میں نہایت سخت ہو۔ اور اس شیطانی وسیلہ کے کتنے قتیل ہیں۔ جن کا خون ہدر ورایئگاں ہے۔ اور کتنے قیدی ہیں جو اس کے عشق میں گرفتار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم میانہ روی اور ثابت قدمی کا سوال کرتے ہیں۔ اور اس مسئلے کی بحث کو پورے طور پر جو شخص دیکھنا چاہے اسکو ہمارا رسالہ موصومہ ابطال دعوے الاجماع علی تحریم مطلق السماع ضرور دیکھنا چاہیے۔

نیل کی ان دونوں عبارتوں سے صاف معلوم ہوا کہ علامہ شوکانیؒ جماعت صوفیہ کی طرح اباحت مطلقہ کے قائل نہیں ہیں۔

(کتبہ محمد عبد الرحمٰن المبارک پوری۔ سید محمد نزیر حسین)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 12 ص 144-148

محدث فتویٰ